خدا کی رضا کی خاطر کی گئی مالی قربانی ہر موسم میں پھل لاتی ہے۔

اخلاص کا معیار بڑھائیں چندہ خود بخود بڑھ جائے گا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰؍ جولائی ۱۹۹۲ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ تلاوت کیں۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۶﴾ (البقرہ: ۲۶۶)

پھر فرمایا:۔

جماعت احمدیہ کا ایک مالی سال ختم ہوا اور جماعت اب اپنے دوسرے مالی سال میں داخل ہو چکی ہے یعنی ۳۰؍ جون پر جس سال کا اختتام ہوا اس کے بعد یکم جولائی سے دوسرا مالی سال شروع ہو چکا ہے۔ اس مالی سال کی تطبیق بعض دوسرے مالی سالوں کے ساتھ نہیں ہوتی۔ مثلاً تحریک جدید ہے اس کا مالی سال مختلف وقت میں شروع ہوتا ہے اور وقف جدید ہے اس کا مالی سال بھی ایک اور وقت میں شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح مختلف تحریکات ہیں جن کے مالی سال اس وقت سے شروع ہوتے ہیں جب وہ تحریک شروع کی گئی لیکن جماعت کے سامنے اعداد و شمار رکھنے کی خاطر ہم نے یہ طریق اختیار کیا ہے کہ گزشتہ ایک سال میں جو بھی وصولی ہوئی ہے اس کو شمار کر لیا جائے تا کہ احباب جماعت کے سامنے گذشتہ مالی سال کی صورت حال واضح کی جاسکے۔ یعنی تحریک جدید کا سال خواہ کسی

وقت شروع ہو، کسی وقت ختم ہو جو تحریک جدید کا سال گزشتہ تھا اس کی آمد کو ایک سال کی آمد کے طور پر ان اعداد و شمار میں شامل کر لیا ہے۔ جو میں آپ کے سامنے پیش کروں گا اس سے پہلے قرآن کریم کی جس آیت کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ اور مختصر تشریح آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یہ سورۃ البقرہ کی آیت ۲۶۶ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان لوگوں کی مثال جو اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ راہ کا لفظ تو محاورۃً بولا گیا ہے۔ لفظی ترجمہ اس کا یہ بنتا ہے کہ ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ۔ اللہ کی رضا چاہتے ہوئے رضا نہیں بلکہ رضائیں چاہتے ہوئے کثرت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رضا پر نظر رکھتے ہوئے اس کی حرص میں خرچ کرتے ہیں کہ شاید اس قربانی سے خدا کی رضا حاصل ہو جائے۔

تو رضا کی تمنا میں جب بھی توفیق ملتی ہے وہ مال خرچ کرتے چلے جاتے ہیں۔ وَ تَثۡبِیۡتًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ اور اموال کے خرچ کا دوسرا مقصد اپنے نفسوں کو مضبوط کرنا ہے۔ آپ نے لفظ ثبات قدم سنا ہوا ہے۔ بار بار استعمال بھی کرتے ہیں۔ دعاؤں میں ثبات کا لفظ آتا ہے۔ ثبات سے مراد ہے مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جانا تو اس غرض سے وہ خرچ کرتے ہیں کہ اس سے اُن کے نفس مضبوط ہو جاتے ہیں اور قائم ہو جاتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی جنت کی سی ہے، ایسے باغ کی سی ہے جو ایک پہاڑی پر ہو، ایک اونچی جگہ پر واقع ہو۔ اَصَابَہَا وَابِلٌ اور اُسے موسلا دھار بارش پہنچے۔ فَاٰتَتۡ اُکُلَہَا ضِعۡفَیۡنِ ایسی صورت میں ایسا باغ جو پہاڑی پر واقع ہو اسے موسلا دھار بارش بھی پہنچے تو نقصان نہیں ہوتا بلکہ دگنا پھل دیتا ہے۔ فَاِنۡ لَّمۡ یُصِبۡہَا وَابِلٌ فَطَلٌّ۔ اور اگر موسلا دھار بارش نصیب نہ ہو تو شبنم ہی اس کے کام آجاتی ہے اور اسی سے وہ باغ لہلہانے لگتے ہیں۔ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ اور اللہ تعالیٰ اس چیز کو جو تم کرتے ہو بہت جانتا ہے۔

یہاں مومنوں کے خرچ کے لئے دو ہی مقاصد پیش فرمائے گئے ہیں کوئی تیسرا مقصد بیان نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ بعض دوسری آیات میں جو اسی تسلسل میں ملتی ہیں ایسے مقاصد بھی پیش فرمائے جو ان کے علاوہ ہیں اور ان سب کو باطل قرار دیا گیا۔ ایسے مقاصد جن میں ریاء کسی کو خرچ کرنے کے بعد تکلیف پہنچانا، اس پر احسان جتانا اور اسی طرح بعض دوسری آیات میں ایک یہ مقصد

بیان ہوا ہے کہ دے کر زیادہ لیں ۔ یہ وہ تمام مقاصد ہیں جن کو باطل مقاصد کے طور پر قرآن کریم بیان فرماتا ہے اور اس تسلسل میں جو آیات ملتی ہیں ان میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ان کی مثال تو ایسی ہے جیسے سخت چٹان پر تھوڑی سی مٹی والی جگہ پر کوئی سبزی اُگ آئے اور جب زور سے بارش پڑے تو اس کی ساری مٹی بہہ کر اُٹھ جاتی ہے اور سبزی سمیت بہا کر لے جاتی ہے ۔پس یہ عارضی اور بے معنی ہے۔ اس کو ثبات کے مقابلے پر رکھا ہے۔ثبات اس چیز کا ہوتا ہے جس کو کوئی زلزلہ، کوئی ٹھوکر، کوئی طوفان اپنی جگہ سے اکھاڑ نہ سکے تو جو دو مقاصد بیان ہوئے ہیں ان کو پیش نظر رکھ کر جو لوگ خرچ کرتے ہیں ان کو لازماً ثبات نصیب ہوتا ہے اور ثبات کے نتیجہ میں ان کی کھیتی لہلہاتی ہے اور دوہرا پھل لاتی ہے اور خزاں کی حالت میں بھی پھل دیتی ہے۔لیکن اگر بارش نہ ہو یا جب خشک سالی ہو تو اُس وقت ایسی جگہوں کے لئے شبنم ہی کافی ہو جاتی ہے کیونکہ ایسے بلند مقامات، جیسا کہ نقشہ کھینچا گیا ہے وہاں کی مٹی عموماً پانی اپنے اندر جذب رکھتی ہے اور موسلا دھار بارش کا پانی آناً فاناً اڑ نہیں جاتا جیسا کہ پتلی سطح کی مٹی سے اڑ جایا کرتا ہے۔ آج بارش ہوئی کل وہ مٹی خشک دکھائی دیتی ہے جس کی سطح پتلی ہو یا ریتلی ہو لیکن اچھی مضبوط مٹی ہو اور گاڑھی مٹی ہو اُونچی جگہ پر واقع ہو تو اُس کو نہ زیادہ بارش سے نقصان نہ کم بارش سے نقصان۔

پہاڑ کی مثال کے بیچ میں ایک لفظ رَبْوَۃٍ رکھ کر عظیم الشان مضمون بیان فرما دیا گیا۔اس میں ایک تو یہ تصویر کھینچی گئی ہے کہ مومن کی جو قربانیاں ہیں وہ بلند مرتبہ رکھتی ہیں ۔اُن کا اونچا مقام ہے، ان کی قربانیاں ایسی ہیں جیسے پہاڑی پر ایک باغ لگایا گیا ہو۔ اگر عام دوسرے باغ کی مثال ہوتی تو تیز بارش تو عام میدان کی فصلوں کو نقصان پہنچا دیا کرتی ہے۔ اچھی سے اچھی فصلیں بھی زیادہ بارش کے نتیجہ میں تباہ ہو جایا کرتی ہیں لیکن جو فصل پہاڑ پر واقع ہو وہ ضائع نہیں ہوا کرتی کیونکہ پہاڑ زائد پانی کو نیچے پھینک دیتا ہے اور بہتے پانی سے کبھی فصل کو نقصان نہیں ہوتا۔ چنانچہ جن پہاڑوں پر چائے کی فصل کاشت کی جاتی ہے وہ اسی وجہ سے کی جاتی ہے کہ چائے کو بہتا ہوا پانی چاہئے۔ ذرا پانی کھڑا ہوا اور چائے کی فصل تباہ ہوگئی لیکن بہتا ہوا پانی خواہ کتنی ہی بارش ہو اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔قرآن کریم نے ایک لفظ رَبْوَۃٍ رکھ کر اس مضمون کو کیسی وسعت دے دی اور کیسی شان عطا کر دی ہے۔یعنی مومن کی قربانی کا بلند مرتبہ بھی بیان فرما دیا اور پھر ثبات کے ساتھ اس مضمون کو جوڑ

دیا کیونکہ ثبات قدم میں ٹھوکر نہیں ہوتی ، کوئی ابتلاء کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ تو جس پانی کا ذکر فرمایا یہ ابتدائی حالت کا پانی ہے یعنی درمیانی بارش کا ذکر ہی نہیں فرمایا ایک موسلا دھار بارش کی انتہا ہے اور دوسری انتہاء خشک سالی کی ہے جہاں صرف شبنم گرتی ہے۔ ثبات قدم اس کو کہتے ہیں کہ جب مثلاً خدا تعالیٰ کے فضل سے دولت کی ریل پیل اور خدا نے رزق کی موسلا دھار بارش برسائی ہو تب بھی مومن کی نیکیوں پر قدم مضبوط رہتا ہے اور کوئی ابتلاء اس کے دین کو، اس کے ایمان کو، اس کے اخلاص کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اور جب غربت کی حالت ہو تو غربت کا رزق شبنم کی طرح ہے لیکن اس کے باوجود مومن کے ایمان اور اخلاص کو وہ شبنم بھی تقویت دے جاتی ہے۔ نہ غربت کا ابتلاء اس کو نقصان پہنچاتا ہے۔ نہ کثرت اموال کا ابتلاء اس کو نقصان پہنچاتا ہے اور دونوں حالتوں میں وہ کھیتی کونسی ہے جو اُگتی ہے۔ وہ خدا کی خاطر خرچ کرنے کی کھیتی ہے۔

چنانچہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں دوسری جگہ فرماتا ہے کہ مومن وہ ہیں جو خوشحالی میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی خرچ کرتے ہیں۔ تو اس خوبصورت مثال میں جو قرآن کریم کے الفاظ میں میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے دراصل تنگی اور ترشی کا خرچ اور دولت کی فروانی کا خرچ سب شامل ہو گئے ہیں۔ یہ مومن کو ثبات ہے کہ ہر حالت میں وہ خدا ہی کا رہتا ہے اور خدا ہی کی خاطر اس کی قربانیاں ہوئی ہیں۔

اموال اور ثبات کے تعلق میں ایک اور معنی یہ ہیں کہ وہ لوگ جو خدا کی خاطر خرچ کرتے ہیں ان کو دنیا کے دوسرے عام ابتلاؤں میں بھی ٹھوکر پڑا نہیں کرتی اور لوگ جو خدا کی خاطر خرچ نہیں کیا کرتے وہ بظاہر کتنے ہی اخلاص کے دعوے کرتے ہوں ان کو جب بھی مشکل وقت پیش آئے ان کے قدم ڈگمگا جایا کرتے ہیں اور وہ پھسل جاتے ہیں۔ تو اگر کسی مومن نے اپنے ایمان کی حفاظت کرنی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے یہ التجا کرتا ہے کہ وہ ہر حال میں اسے ثابت قدم رکھے تو خدا تعالیٰ نے اس کا نسخہ بیان فرما دیا ہے کہ تم خدا کی خاطر خرچ کرو تو تمہیں ثبات قدم نصیب ہوگا۔

پہلے مقصد اور دوسرے میں ایک گہرا تعلق ہے۔ دو ہی نیک مقاصد بیان فرمائے گئے۔ بندوں کی رضا کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ اپنے نفس کی نرمی اور قلبی جذبات کے نتیجہ میں خرچ کا کوئی ذکر نہیں حالانکہ وہ کوئی برا محرک نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے باطل محرکات میں اس کا ذکر نہیں فرمایا۔ میرا

مطلب یہ ہے کہ بعض دفعہ خدا کی رضا کی خاطر انسان خرچ کرتا ہے۔ بعض دفعہ ایک غریب کی ہمدردی میں اپنے نفس سے مجبور ہو کر خرچ کر دیتا ہے۔ وہ خرچ بھی اچھا ہے لیکن چونکہ اس کے نتیجہ میں جزا نہیں ہے سوائے اس جزا کے جو انسان کے دل کو تسکین کی صورت میں ملتی ہے اس لئے اس کا یہاں ذکر نہیں فرمایا لیکن باطل مقاصد میں بھی اس کا ذکر نہیں فرمایا گیا۔ تو سوال یہ ہے یہ دو کیوں چنے گئے؟ وہ اصل خرچ جو خدا کی رضا میں جزاء کا مستحق ہوتا ہے وہ انہی دو مقاصد والا خرچ ہے اس کے سوا کوئی خرچ ایسا نہیں ہے جس کو جزا کے لائق قرار دیا گیا ہو۔

خرچ کرنا ہے تو اللہ کی رضا چاہو، بندوں کی رضا نہ چاہو، اپنے دل کی رضا نہ چاہو، اپنے اقرباء کی رضا نہ چاہو، کوئی اور رضا مقصود نہ ہو، مَرۡضَاتِ اللّٰهِ مقصود ہوں کہ بار بار خدا کی رضا نصیب ہو۔ خرچ کرتے وقت انسان مختلف کیفیات کے ساتھ خرچ کرتا ہے اور ان کیفیات میں خدا کی مختلف رضا حاصل ہوتی ہے۔ بظاہر ایک ہی خرچ ہے لیکن حقیقت میں خرچ کے ساتھ جو نیتیں شامل ہو رہی ہوتی ہیں جو جذبات شامل ہو جاتے ہیں وہ خرچ کی نوعیت بدلتے رہتے ہیں۔

آپ بھی اپنے چندوں پر غور کر کے دیکھیں۔ کبھی کوئی چندہ خدا کی خاص رضا کی خاطر کسی خاص ادا کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے، کبھی کوئی چندہ خدا کی کسی اور رضا کی خاطر کسی اور ادا کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے، کبھی اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ بچے بھوکے ہیں، ضرورتمند ہیں، کپڑوں کے محتاج ہیں اور انسان جانتے بوجھتے ہوئے کہ میرے بچوں کو سخت ضرورت درپیش ہے کچھ نہ کچھ خدا کی خاطر نکالتا ہے۔ وہ رضا کا ایک اور انداز ہے۔ ایک امیر آدمی ہے جس کے پاس دولت کی ریل پیل ہے وہ سرمایہ کاری کر سکتا ہے اور بڑے اچھے مواقع ہیں لیکن اپنے سرمایہ کاری کی خواہش کو پورا کرنے کے بجائے وہ اس میں سے ایک ٹکڑا نکال کر خدا کے حضور پیش کر دیتا ہے۔ ایک اور شخص ہے جس کے پاس جتنا روپیہ ہے اس نے کسی ایسے مقصد کے لئے رکھا ہوا ہے کہ آئندہ کسی ضرورت کے وقت کام آئے چنانچہ جب آواز آتی ہے کہ خدا کی راہ میں خرچ کرو تو اس وقت اس کے دل کی جو کیفیت ہے وہ خدا کی خاص قسم کی رضا کی طالب ہو جاتی ہے۔ تو یہ تین بڑی بڑی مثالیں ہیں لیکن اس کی تفصیل کے ساتھ بہت سی قسمیں بیان کی جاسکتی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ہر خرچ کرنے والا اگر خدا کے تعلق میں خرچ کرتا ہے تو اس کے دل کی ایک خاص کیفیت ہوا کرتی ہے۔ وہ کیفیت اس قربانی کو ایک خاص رنگ

عطا کر دیتی ہے اور وہ جو مضمون ہے وہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ۔ اللہ کی مرضیاں حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے رہتے ہیں۔ خرچ کے محل مختلف ہوتے ہیں، مواقع مختلف ہوتے ہیں لیکن مقصود ایک ہی رہتا ہے۔

دوسرا ہے۔ وَتَثۡبِيۡتًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ اپنے نفس سنبھالنے اور مضبوط کرنے کے لئے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو خدا کی خاطر چندے دیتے ہیں ان کے پیش نظر یہ بات بھی ہوتی ہے کہ ہماری مالی قربانیوں کے نتیجہ میں ہمیں ثبات قدم نصیب ہو۔ ہم مستقل خدا کے ہوئے رہیں، غیر ہمیں خدا سے چھین کر نہ لے جا سکے اور یہ دونوں مقاصد ہیں جو بڑی شان کے ساتھ پورے ہوتے ہیں اور جب آپ رَبۡوَةٍ والی مثال میں پہنچتے ہیں تو وہاں آپ کو اللہ کی رضا کا مضمون دکھائی دینے لگتا ہے اور ثبات قدم کا مضمون بھی دکھائی دینے لگتا ہے۔ وہ جو کھیتیاں نکلتی ہیں وہ قربانی کی کھیتیاں بھی ہیں اور جزا کی کھیتیاں بھی ہیں اور قرآن کریم نے اسی تعلق میں ایک اور مثال دی ہے کہ جو خدا کی خاطر ایک دانہ زمین میں بوتا ہے۔ مثال تو دانہ بونے کی دی ہے مگر مراد اس کی یہی ہے کہ جو خدا کی خاطر مثلاً ایک آنہ خرچ کرتا ہے، خدا کی خاطر ایک دانہ زمین میں بوتا ہے تو بعض دفعہ وہ سات بالیاں نکالتا ہے اور ہر بالی میں سو سو دانے ہوتے ہیں تو ایک دانے کے سات سو دانے بن جاتے ہیں اور اگر ان سات سو دانوں کی جزا اس دنیا میں نصیب ہو جائے تو آپ اندازہ کریں کہ خدا کی خاطر قربانی کرنے والوں کے اموال میں کتنی برکت پڑ سکتی ہے لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسی پر اکتفا نہیں ہے جس کو چاہے اس کے علاوہ بھی بہت دیتا ہے اور پھر دنیا میں بھی دیتا ہے اور آخرت میں بھی دیتا ہے۔

اس مضمون پر غور کرتے ہوئے جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کی مالی قربانی پر نظر کی تو مجموعی طور پر جماعت کا وہ چندہ جو ہمیں حالات سے اندازہ لگانا پڑتا ہے اور نظر آتا ہے آج اس سے سات سو گنا سے بھی زیادہ ہو چکا ہے یعنی یہ کھیتی ایک سو سال میں ۷۰۰ کی حد کو پار کر کے خدا کی لامتناہی عطا کی حد میں داخل ہو چکی ہے اور کوئی نسبت نہیں رہی اور وہ لوگ جو قربانیاں پیش کیا کرتے تھے ان کی اولادیں بھی، اگر آپ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے لے کر آج تک Trace کرتے ہوئے ان کی نشاندہی کرتے ہوئے، کھوج لگاتے ہوئے تلاش کریں تو ایسے ایسے بزرگوں کی اولادیں ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں جن کا بمشکل گزارا

ہوا کرتا تھا مگر خدا کی راہ میں بڑی قربانی کرنے والے تھے۔ آج ان کی اولادوں میں بعض لوگوں پر نظر ڈال کر میں بتاتا ہوں کہ وہ ایسے ہیں کہ جتنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جتنی قربانی ہوئی تھی ان میں سے ہر ایک اس سے زیادہ کر رہا ہے یعنی بعض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ساری جماعت کو جو تمام مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملتی تھی آج ان بزرگوں کی اولادوں میں سے بعض ایسے صاحب دولت اور صاحب ثروت اور صاحب غنا لوگ ہیں جن کا دل غنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس زمانے کی ساری مالی قربانی کے برابر بلکہ اس سے بڑھ کر اکیلے پیش کر رہے ہیں لیکن سب کچھ بھی پیش کر دیں تب بھی اس مرتبے کو حاصل نہیں کر سکتے جو اس زمانے میں قربانی کرنے والے کا مرتبہ تھا۔ اس پر اللہ کی رضا کی جو نظریں پڑتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا کی جو نظریں پڑتی تھیں ان کی کیفیت بیان کرنا تو ممکن نہیں ہے لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ غرباء جنہوں نے اس زمانے میں دو پیسے بھی پیش کیے وہ ایسے تھے جنہوں نے آئندہ زمانوں میں اپنی اولاد کے مقدر جگا دیئے، ان کی اولاد میں دو کروڑ خرچ کرنے والے بھی پیدا ہوں گے تب بھی وہ اُن دو پیسوں کے مرتبے کو نہیں پا سکیں گے۔ تو یہ خدا کی قبولیت کا سلسلہ ہے۔ وہ دانہ جس کو پھل لگا تھا اس کا اپنا ایک مقام ہے اس پر آپ نظر رکھا کریں۔ جس دانے نے سات سو دانے پیدا کئے اور سات سو کو خدا نے پھر بڑھا کر بیشمار کر دیا۔ وہ اصل دانہ اُن سب نعمتوں کا باپ ہے، بے شمار ان سب نعمتوں کی ماں ہے، سب کچھ وہ ہی ہے۔ کثرت کے ساتھ پیدا ہونے والے وہ دانے اپنے اس دانے کا تو مقابلہ نہیں کر سکتے جس کا فیض پا کر بڑھے اور پھولے اور پھلے۔ اس لئے وہ مالی قربانی کرنے والے جو آج ان اعداد و شمار کو سنیں گے اور جب ان کا دل حمد سے بھرے گا وہ ان بزرگوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں جن کی قربانیوں نے یہ پھل لگائے۔ ان کے اموال میں بھی برکت پڑی اور ان کی قربانیوں میں بھی برکت پڑی اور جماعت احمدیہ کے اموال میں بحیثیت مجموعی ایسی برکت پڑی ہے کہ آدمی حیران اور ششدر رہ جاتا ہے کہ سو سال کے عرصہ میں اتنی عظیم قربانی کرنے والی جماعت کیسے پیدا ہوگئی۔

اب اس تمہید کے بعد میں آپ کے سامنے اعداد و شمار کی صورت میں حتی المقدور اختصار کے ساتھ جماعت احمدیہ کی گزشتہ سال کی مالی قربانی کا نقشہ رکھتا ہوں۔ لازمی چندہ جات جن میں

چندہ عام، چندہ وصیت اور جلسہ سالانہ شامل ہیں ان میں گزشتہ سال خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے 5190888 پاؤنڈ پیش کئے ہیں جو 246192380 روپے کی رقم بنتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں چند ہزار کی باتیں ہوا کرتی تھیں اور سارے سال میں بھی اعداد و شمار ہزاروں سے نہیں بڑھا کرتے تھے لیکن اب خدا کے فضل سے لازمی چندہ جات کی تعداد بھی 246192 ہو چکی ہے جبکہ دیگر بڑی تحریکات، تحریک جدید، وقف جدید وغیرہ جو جاری ہیں۔ ان میں اس کے علاوہ 1960000 پاؤنڈ کی مالی قربانی جماعت کو ایک سال میں پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے جس کی رقم 2888851 پاکستانی روپے بنتی ہے اس کے علاوہ متفرق تحریکات ہیں جو میں نے مختلف وقتوں میں کی ہیں اور کچھ صدقات و زکوٰۃ وغیرہ کی رقمیں ہیں۔ کچھ عید فنڈ اور فطرانہ وغیرہ کی رقمیں ہیں۔ ان سب کو ملا لیں تو ان کے علاوہ یہ 135742 پاؤنڈ بنتے ہیں جن کی رقم (پاکستانی کرنسی میں) 643098 روپے ہے۔

آج سے قریباً ۴۰ سال پہلے ۱۹۵۳ء میں آپ جائیں جبکہ فساد ہوئے ہیں تو جماعت کا سالانہ بجٹ 25 لاکھ کے قریب ہوا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زمانے کے لحاظ سے آگے آ کر ۵۳ء میں پہنچیں تو اس وقت جماعت کی مالی قربانی کو دیکھ کر عبدالرحیم اشرف جو ایک معاند مولوی تھے اپنے اخبار میں جس کو وہ فیصل آباد سے شائع کیا کرتے تھے بہت درد کے ساتھ یہ اعتراف کیا کہ جس جماعت کو مٹانے کے لئے ہم نے تحریکات پر تحریکات چلائیں اور ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے اور مالی قربانی کے لحاظ سے آپ لوگ یہ دیکھ کر حیران ہو جائیں گے کہ یہ 25 لاکھ روپے سالانہ قربانی پیش کر رہے ہیں۔ کہاں وہ ۵۳ء کا وقت جبکہ دشمن 25 لاکھ سے ششدر اور حیران رہ گیا تھا اور وہ سمجھا کہ ہم شکست کھا گئے ہیں اور آج وہ وقت آ گیا ہے کہ اگر ان سب چندوں کو ملا لیا جائے تو خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی ایک سال کی مالی قربانی، جو میں نے حساب لگایا تھا 44 کروڑ روپے کے قریب بنتی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ذمہ داری ڈالی تو اس کے بعد کسی خطبہ میں میں نے جماعت کے سامنے یہ اظہار کیا تھا کہ میں نے جہاں تک جماعت کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے ہر ابتلاء کے بعد اعداد و شمار کی کیفیت بدل گئی ہے۔ اگر ہزاروں میں چندے ہوتے تھے تو جماعت کے

خلاف کوئی تحریک چلائی گئی تو اس کے بعد اگلی تحریک سے پہلے لاکھوں میں پہنچ گئے اور لاکھوں میں جو چندے ہوتے تھے جب ایک اور تحریک چلائی گئی تو کروڑوں میں پہنچ گئے۔ چنانچہ میں نے یہ دعا کی تھی اور جماعت کو کہا تھا کہ اس دعا میں میرے ساتھ شریک ہوں کہ خدا کرے ہمارے دیکھتے دیکھتے اب یہ کروڑ اربوں میں بدل جائیں تو جب میں نے یہ تحریک کی تھی اس وقت چند کروڑ بھی چندے نہیں تھے۔ میں اعداد و شمار نکال کر انشاء اللہ جلسہ پر بیان کروں گا لیکن آج خدا کے فضل سے قریباً نصف ارب تک معاملہ پہنچ چکا ہے اور یہ جو اعداد و شمار ہیں یہ ساری دنیا کی جماعتوں کے نہیں ہیں۔ دنیا کی جماعتوں میں یہ 44 بڑی جماعتوں کے ہیں اور باقی دنیا میں جماعتیں پھیل رہی ہیں، کثرت کے ساتھ شامل ہو رہی ہیں۔ بہت سی ایسی جماعتیں ہیں جہاں ابھی چندے کا نظام مستحکم نہیں ہوا۔ بعض تعداد میں تھوڑی ہیں بعض غربت کی وجہ سے قربانیوں میں زیادہ آگے نہیں بڑھ سکتی لیکن 126 ممالک نے بہرحال آپ کے ساتھ شامل ہونا ہے۔ وہ تیزی کے ساتھ ترقی کر رہے ہیں، بڑھ رہے ہیں، پھیل رہے ہیں۔ چندے کا نظام رفتہ رفتہ ان میں داخل ہو رہا ہے مثلاً روس کی ریاستیں ہیں جنہیں USSR کہنا چاہئے ان میں اب جہاں خدا کے فضل سے احمدی جماعتیں قائم ہوئی ہیں انہوں نے کچھ نہ کچھ چندہ دینا شروع کر دیا ہے۔ تو یہ سب لوگ آخر آپ کے ساتھ شامل ہوں گے۔ ہمیں اول یہ دعا کرنی چاہئے کہ جیسا کہ میں نے اس تمنا کا اظہار کیا تھا کہ خدا اب جلد ہماری جماعت کو کروڑوں کی بجائے اربوں کے بجٹ عطا کرے اور دوسرا یہ کہ مالی قربانی جتنی بڑھے اس کی شان وہی رہے جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے کہ رَبْوَۃٍ پر ہو، خدا کے نزدیک بلند مرتبہ قربانیاں ہوں۔ ایسی قربانیاں ہوں جن کو کوئی ابتلاء نقصان نہ پہنچا سکے، نہ موسلا دھار بارش نقصان پہنچا سکے، نہ خشک سالی نقصان پہنچا سکے۔ ہر حالت میں وہ تر و تازہ رہیں اور نئے نئے پھل دیتی رہیں اور پھر ان سے خدا کا سلوک وہی ہو جو پچھلوں کی قربانیوں سے ہوا تھا۔ جن بزرگوں کی قربانیوں نے وہ منزل بنائی ہے جس پر ہم آج کھڑے ہیں۔ خدا کرے کہ ہماری قربانیاں اسی نسبت سے خدا کی راہ میں ایک اور اونچی منزل بنا دیں اور آئندہ نسلیں ہمارا ذکر اس طرح محبت اور پیار اور دعاؤں کے ساتھ کیا کریں جس طرح ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھیوں اور غلاموں کا ذکر محبت اور پیار اور دعاؤں کے ساتھ کرتے ہیں۔

جہاں تک جماعتی موازنہ کا تعلق ہے پاکستان کے علاوہ جو بعض بڑے بڑے ممالک ہیں ان میں سے میں نے 15 ممالک آپ کے سامنے پیش کرنے کے لئے رکھے ہیں۔ اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ خدا کے فضل سے کس تیزی کے ساتھ بیرونی جماعتیں قربانی میں ترقی کر رہی ہیں۔ جرمن صف اول پر ہے۔ بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھا ہے اور واقعۃً رَبْوَةٍ کا مقام حاصل کر لیا ہے جرمنی کی ایک سال کی قربانی 1052717 پاؤنڈ کی ہے اور یہ سلسلہ ہر سال بڑھتے چلا جا رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ 49870000 روپے کی قربانی صرف جماعت جرمنی کی ہے جو چند سال پہلے ساری دنیا کی جماعتوں کی مل کر بھی نہیں تھی۔ اگر آپ دس پندرہ سال پہلے چلے جائیں تو آپ حیران ہوں گے کہ خدا نے جماعت کے اموال میں اور قربانی کی روح میں کس قدر برکت دی ہے۔

امریکہ جرمن کے پیچھے پیچھے دوسرے نمبر پر آ رہا ہے اور خدا کے فضل سے بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ وہاں مالی نظام مستحکم ہوتا چلا جا رہا ہے اور ابھی وہاں بہت گنجائش ہے۔ اس لئے اگرچہ جرمنی سے کافی پیچھے ہے لیکن جرمنی کے لئے چیلنج ضرور ہے کیونکہ جس رفتار سے وہ لوگ بیدار ہو رہے ہیں احساس قربانی بیدار ہو رہا ہے اور نشو ونما پا رہا ہے، بعید نہیں کہ چند سالوں میں وہ جرمنی کو پکڑ لیں تو خیر مشکل ہے مگر پکڑنے کی کوشش ضرور کریں گے۔ قریب ضرور پہنچ سکتے ہیں تو نمبر دو پر امریکہ کی قربانی۔ 501930 پاؤنڈ ہے۔ مجھے یاد ہے کہ پندرہ بیس سال پہلے کا ایک وقت تھا یا شاید اس سے بھی کم ہو کہ امریکہ کو باہر سے امداد ملا کرتی تھی۔ میں جب ۱۹۷۸ء میں گیا ہوں تو اس وقت بھی یہی صورت حال تھی اور میں نے ان کو بتایا کہ دیکھو ابھی تک باہر سے مدد لے رہے ہو۔ یعنی جہاں تک مساجد اور مشنز کے قیام کا تعلق تھا وہ محتاج تھے کہ باہر سے مدد آئے تو بنا سکیں۔ ان کو میں نے یاد دلایا کہ ایک زمانہ تھا جبکہ قادیان سے نہایت غریب لوگ دو دو پیسے کی قربانیاں پیش کیا کرتے تھے کوئی انڈہ دے کر، کوئی مرغی دے کر کوئی بکری دے کر روپے جمع کیا کرتی اور وہ جماعت جو بھی قربانی کرتی تھی تمہارے جیسے امیر ملکوں کی طرف وہ روانہ ہوا کرتی تھی۔ تمہیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اب باہر کے غریب ملکوں کے لئے قربانیاں پیش کرنی چاہئیں۔ وہ جو احسان ہے وہ حروف میں یا اعداد و شمار میں شمار کیا نہیں جایا کرتا اس زمانے کی جو قربانی ہے وہ چاہے 5 ہزار یا 10 ہزار روپے کی ہو لیکن جس روح کے ساتھ وہ قربانیاں پیش کی گئی ہیں وہ ایسی روح ہے جو ہمیشہ غالب رہنے والی روح ہے اور اس

قربانی کا بدلہ کبھی نہیں اتارا جا سکتا۔ ہاں بدلہ اتارنے کی ایک تمنا دل میں ہمیشہ بے قرار رہنی چاہئے یہی اس کا بدلہ ہے۔ تو وہ جماعتیں جن میں سے بعض اس بات کی شاکی تھیں کہ فلاں جگہ خرچ کر دیا، فلاں جگہ خرچ کر دیا، امریکہ کو نظر انداز کیا جارہا ہے، اُن کو میں نے اس طرح سمجھایا تھا آج خدا کے فضل سے امریکہ کی یہ حالت ہے کہ وہ واقعۃً باہر کی غریب جماعتوں کی مدد کر رہا ہے اور افریقہ میں بھی جنوبی امریکہ میں بھی اور دوسری جگہ بھی، یورپ کے بعض ممالک میں بھی ہم امریکہ کی زائد آمدن سے خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعتوں کی مدد کرتے ہیں۔

برطانیہ تیسرے نمبر پر ہے لیکن امریکہ کے قریب ہے 488575 پاؤنڈ کی ایک سال کی قربانی ہے اور اگر یہ بھی زور لگائیں تو امید ہے امریکہ کے قریب یا کبھی ان کے آگے ہو جائے کبھی دوسرا آگے ہو جائے ایسی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔

انڈونیشیا خدا کے فضل سے پچھلے چند سالوں میں کافی اوپر آیا ہے۔ نمبر شمار کے لحاظ سے اس کا مقام بہت ہی نیچے تھا اب چوتھے نمبر پر آ گیا ہے۔ ان کی سال کی مالی قربانی 310497 پاؤنڈز بنتی ہے۔ کینیڈا پانچویں نمبر پر ہے 285563 پاؤنڈز اور غانا چھٹے نمبر پر ہے۔ 71822 پاؤنڈز کی قربانی ہے۔

غانا کا ذکر خاص طور پر دعا کی تحریک کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک بہت غریب ملک ہے۔ ایک زمانے میں اسے گولڈ کوسٹ (Gold coast) کہا جاتا تھا کیونکہ یہاں سونا بہت تھا اور مغربی ملکوں نے یہاں سے خوب دولت لوٹی ہے لیکن بہت سے ایسے حالات پیدا ہوئے جن کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے کہ غانا دن بدن غریب ہوتا چلا گیا۔ چند سال پہلے تک تو یہ حال تھا کہ عام فاقہ کشی کا عالم تھا اور ایک دفعہ ایک مبلغ نے مجھے لکھا کہ غربت اور فاقہ کشی کا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ رات کو میرا دروازہ کھٹکا۔ میں نے باہر نکل کر دیکھا کہ کون ہے تو وہ شخص بھوکا تھا۔ روٹی مانگنے کے لئے آیا تھا لیکن میرے پہنچنے سے پہلے وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا تھا یعنی نقاہت غالب آ گئی اور اس کو تھوڑا تھوڑا کچھ پلا کر آہستہ آہستہ اس میں جان ڈالی گئی تو پھر وہ کچھ کھانے کے قابل ہوا اور اس غربت کے باوجود جو ابھی تک جاری ہے، ویسی کیفیت تو نہیں، اللہ کے فضل سے فرق پڑ چکا ہے لیکن بالعموم غانا کی جماعتیں غریب ہیں مگر قربانی کی روح سے بہت عظیم جماعتیں ہیں۔ وہاں

غریب سے غریب لوگوں میں بھی میں نے قربانی کا بڑا جذبہ دیکھا ہے۔ بڑے کھلے دل کے لوگ ہیں، بڑے حوصلے کے لوگ ہیں اور جماعت سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔ وہاں دورے کے دوران دور دور کے بعض گاؤں میں بھی میں نے جا کر دیکھا ہے کہ وہاں کے لوگوں کے متعلق آدمی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنا گہرا اخلاص ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے پیغام سے عشق ہے۔ اگر یہ جماعت مالی قربانی کی طرح تبلیغ میں بھی اُٹھ کھڑی ہو جیسا کہ اب شروع ہوگئی ہے تو انشاء اللہ چند سالوں میں غانا میں انقلاب برپا ہو سکتا تو اس پہلو سے اس جماعت کو خصوصیت سے یاد رکھیں اور یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ باقی افریقن ملکوں کو بھی مالی قربانی اور وسیع حوصلگی میں غانا کی تقلید کی توفیق عطا فرمائے۔

ماریشس بھی اللہ کے فضل کے ساتھ بڑی مستعد جماعتوں میں سے ہے اس نے بھی اپنا نمبر اونچا کیا ہے اور ساتویں نمبر پر ماریشس کی قربانی 71659 پاؤنڈ کی ہے۔ پھر ہندوستان کی باری ہے یہ بھی کافی پیچھے رہ گیا تھا۔ اب اوپر آنا شروع ہوا ہے اور اب جماعتوں میں کافی بیداری پائی جاتی ہے اور اب میں امید رکھتا ہوں کہ جس طرح ہم نے مہم شروع کی ہے انشاء اللہ ہندوستان کی جماعتیں اب بڑی تیزی کے ساتھ نشو ونما پائیں گی اور جیسا کہ میں ان کو بار بار یاددہانی کرا رہا ہوں وہ اللہ کے فضل سے اپنا پرانا کھویا ہوا مقام حاصل کریں گی۔ وہ عظمت کا مرتبہ جب ہندوستان ساری دنیا کو اپنے چندوں سے خدمت دین کے لئے رقم مہیا کیا کرتا تھا تو اب بھی میں امید رکھتا ہوں۔ جماعتیں اگر بیدار ہو جائیں اور عزم کے ساتھ کام شروع کریں تو وہ دن دوبارہ لوٹ سکتے ہیں۔ قادیان کی ہمارے دل میں ایک محبت ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے۔ جہاں سے پیغام پھیلا وہ محبت ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہندوستان کو پھر صف اوّل میں دیکھیں اور وہاں سے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا نور پھر ساری دنیا میں پہنچے۔

ناروے بھی بڑی مستعد جماعت ہے آگے بڑھ رہی ہے۔ ہندوستان کے بعد ناروے کی باری ہے ناروے نویں نمبر پر ہے، پھر جاپان باوجود اس کے کہ بہت کم تعداد ہے دسویں نمبر پر آ گیا ہے۔ پھر سوئٹزر لینڈ گیارھویں ہے۔ پھر بنگلہ دیش بارہویں ہے۔ پھر سویڈن آتا ہے۔ اس کے بعد نائیجیریا آیا اس کا چودھواں نمبر ہے۔ نائیجیریا میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اقتصادی لحاظ سے اللہ نے بہت برکتیں عطا کی ہیں Potential کے لحاظ سے امیر ملک ہے۔ انفرادی طور پر مقابلہ کر کے

دیکھیں جس کو Man to man مقابلہ کہتے ہیں تو غانا کے مقابلے پر نائیجیرین احمدی کی حالت بہت بہتر ہے اس لئے وہاں کی جماعت کو کوشش کرنی چاہئے کہ اوراخلاص میں بھی وہ آگے بڑھیں اور جس طرح خدا نے ان پر فضل فرمایا ہے اوراس نسبت سے مالی قربانیوں میں آگے بڑھیں تعداد کے لحاظ سے وہ پیچھے ہیں لیکن اتنا پیچھے نہیں کہ غانا سے اتنا پیچھے رہ جائیں۔

ہالینڈ پندرھویں نمبر پر ہے۔ ہالینڈ کی جماعت بھی یورپ کی دیگر جماعتوں کے مقابل پر تعداد کے لحاظ سے خدا کے فضل سے بہت مخلص اور مالی قربانی میں پیش پیش ہے۔

بہرحال ہم امید رکھتے ہیں خداتعالیٰ باقی سب جماعتوں پر بھی ان پندرہ کی طرح بے شمار فضل نازل فرمائے گا جو مالی قربانی میں مسلسل محنت اور اخلاص اور استقلال کے ساتھ پوری وفا کے ساتھ احیائے کلمۃ اللہ کے لئے خدا کے حضور سالانہ پیش کرتی چلی جارہی ہیں اوران کا معیار دن بدن بڑھتا چلا جارہا ہے۔

جیسا کہ میں نے امریکہ کے معاملہ میں بیان کیا ہے کہ ابھی بہت سے ایسے احباب ہیں جو اگر حسب توفیق خرچ کریں تو امریکہ میں ابھی بہت آگے آنے کی گنجائش ہے۔ یہ صورت حال کم وبیش دنیا کے ہر ملک پر پورا اترتی ہے کیونکہ کبھی بھی کسی ملک میں ایک جیسی ایمان کی حالت کے لوگ نہیں ہوا کرتے اگر چندے بڑھانے ہیں تو سب سے **اہم چیز یہ ہے کہ اخلاص کا معیار بڑھانے کی کوشش کریں۔ اخلاص کا پانی جتنا اونچا ہوگا اتنا ہی چندہ خود بخود اچھل کر باہر آئے گا** اور اگر اخلاص کا معیار بڑھانے کی کوشش نہ کی جائے اور چندوں کے مطالبے پر زور دیا جائے تو اس کے نتیجہ میں بعض دفعہ لوگ آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے ہٹنے لگ جاتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ وہ کمزور لوگ جو چندوں میں پیچھے ہوں ان کے پیچھے جب سیکرٹری مال وغیرہ پڑتے ہیں تو وہ دور بھاگنے لگ جاتے ہیں۔ بعض لوگ اپنے ایڈریس بدل لیتے ہیں کہ کہیں سیکرٹری مال ہمارے تک نہ پہنچ جائے تو اخلاص نہ ہو تو پھر تحریک بجائے ادھر لانے کے اور زیادہ دھکیل دیتی ہے لیکن اخلاص کا معیار اونچا ہو تو پھر تحریک ہو۔ پھر دیکھیں وہ کس جوش کے ساتھ آگے بڑھتا ہے دونوں باتیں ضروری ہیں۔

چندہ طلب کرنے والا جو نظام ہے وہ بھی بہت مستحکم ہونا چاہئے اوراس نظام کا بروقت واسطہ ساری جماعت سے قائم رہنا چاہئے۔ بروقت لفظ بہت اہم ہے۔ بعض دفعہ چندہ وصول کرنے

والے جماعت کے مختلف افراد تک پہنچتے تو ہیں لیکن بروقت نہیں پہنچتے ۔ مثلاً ایک سال گزرنے کو ہے۔ گیارہ مہینے ہو گئے ہیں اور سیکرٹری مال اچانک جاگ اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ او ہو ہوا بھی تو میری کافی رقم وصول ہونے والی ہے۔ وہ پھر دروازے کھٹکھٹاتا ہے۔ پہنچ تو جاتا ہے لیکن بروقت نہیں پہنچتا۔ اگر پہلے مہینے میں پہنچے تو بالعموم ہمارا یہ تجربہ ہے کہ پھر کسی شخص نے جتنا چندہ دینا ہوتا ہے سال کے آخر تک اس سے زیادہ دیتا ہے۔ پیچھے نہیں رہا کرتا۔ تو نظام جماعت میں جو چندہ وصول کرنے کا نظام ہے اس کو مستحکم کرنا بہت ہی اہم کام ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ نظام جس کا تعلق اخلاص کا معیار بڑھانے سے ہے وہ ساتھ ساتھ مستعد ہو کر قدم بقدم چلے بلکہ آگے بڑھ کر چلے اور اگر اخلاص کا معیار بڑھانے والا نظام یعنی تعلیم و تربیت کا نظام اور نمازوں پر قائم کرنے کا نظام جو تربیت کا ہی حصہ ہے اور خدا سے تعلق بڑھانے کا نظام، یہ نظام اگر پوری طرح مستعدی کے ساتھ عمل پیرا ہو تو پھر چندہ وصول کرنے والے نظام میں کمزوریاں بھی رہ جائیں تو اتنا نقصان نہیں ہوا کرتا۔ اخلاص بڑھ جائے تو جیسے بچے کے لئے ماں کا دودھ بعض دفعہ اچھلتا ہے اور چھاتیوں سے باہر آجاتا ہے حالانکہ بچے نے طلب بھی نہیں کی ہوتی بلکہ یہی کیفیت اخلاص کی ہے۔ اگر خدا سے محبت بڑھ جائے، انسان نمازوں پر قائم ہو جائے جیسا کہ قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ سے پیار کا تعلق قائم ہو جائے تو پھر انسان از خود بغیر تحریک کے بھی ادا کرتا ہے تو یہ دونوں چیزیں ہیں جن کو جماعت کے مالی نظام کو مستحکم کرنے کے لئے ہمیں ہمیشہ پیش نظر رکھنا ہوگا اور ایک تیسری چیز جس کا اخلاص سے بھی تعلق ہے لیکن اس کو عموماً اخلاص کے دائرے میں شامل نہیں کیا جاتا وہ دیانتداری ہے۔

دیانت اس سارے نظام کو مضبوطی بخشتی ہے۔ اگر دیانت نہ ہو تو اخلاص بھی ہو اور مالی نظام بھی مضبوط ہو تب بھی لوگ چندہ دینے سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔ عالم اسلام کی آج جو بہت بڑی بدنصیبی ہے جس میں خدا تعالیٰ نے ہمیں مستثنیٰ رکھا ہوا ہے اس میں ایک یہ مابہ الامتیاز ہے کہ باقی عالم اسلام کو وہ دیانت نصیب نہیں ہے اور ان میں باوجود اس کے کہ بہت سے لوگ ہیں جو قربانی کرنے کی تمنا رکھتے ہیں اور بے شمار روپیہ بھی ان کے پاس ہے وہ اس وجہ سے نہیں دیتے کہ ان کو پتا ہے جو دیں گے کھا جائیں گے اور جب اعتماد نہ رہے کہ جس مقصد کے لئے خرچ کیا جارہا ہے اس مقصد کو پہنچے گا تو دل قربانی کے لئے کھلتا نہیں ہے تو جماعت احمدیہ کی کامیابی کا راز اور نظام جماعت کی استقامت کا جو

مرکزی راز ہے وہ دیانت میں ہے۔اخلاص کے نتیجہ میں چندہ آئے گا۔مال کا نظام مضبوط ہوگا تو چندے کو سنبھالا جائے گا لیکن اگر دیانت کا فقدان ہو جائے تو یہ دونوں باتیں بالکل بیکار اور باطل ہو جائیں گی۔کوئی بھی ان کی حیثیت نہیں رہے گی۔پس ہمارے آڈٹ کے نظام کو بھی مستعد ہونا چاہئے اور بالعموم جماعت کا دیانت کا معیار اونچا کرتے رہنا چاہئے میری نظر تو اس پر پڑتی ہے کہ مجھے مالی لین دین میں کتنی شکائتیں بددیانتی کے متعلق پہنچتی ہیں۔اس کو میں بڑے غور اور فکر سے دیکھتا ہوں اور اس سے اندازہ لگاتا رہتا ہوں کہ اس وقت جماعت کی کیا حالت ہے۔وہ لوگ جو اپنے ذاتی لین دین میں بددیانتی اختیار کر جائیں جب وہ جماعتی لین دین میں ملوث ہوں گے تو ابتداءً وہ بددیانتی نہیں کریں گے کیونکہ کچھ لوگ فرق کرتے ہیں اور یہ ایک طبعی بات ہے۔مثلاً ایک شخص کوئی بات کر رہا ہو۔آپ کہیں کہ تم جھوٹ بولتے ہو تو وہ کہتا ہے: ہیں میں آپ کے سامنے بھی جھوٹ بولوں گا۔یہ بات بھول جاتا ہے کہ خدا کے سامنے کھڑا ہے اور اس کے سامنے جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں کر رہا لیکن ایک نفسیاتی نکتہ ہے کہتا ہے کہ توبہ توبہ میں آپ کے سامنے بات کر رہا ہوں، میں آپ کے سامنے بھی جھوٹ بولوں گا؟ تو اس نفسیاتی رجحان کے پیش نظر کئی لوگ بددیانت بھی ہوں تو جماعت کے معاملے میں احتیاط کرتے ہیں اور جماعت کے معاملہ میں چندہ کھانے کے لئے ان کو حوصلے نہیں پڑتے لیکن جب معیار اور گر جائے تو پھر یہ باتیں بھی شروع ہو جاتی ہیں۔اب تو یہ ہے کہ لکھوکھا چندہ دینے والوں میں سے شاید کسی ایک کو شکایت پیدا ہو کہ اس کا روپیہ کسی نے جماعت کے خزانے میں جمع کرنے کی بجائے خود استعمال کر لیا لیکن اگر جماعت کی دیانت کا معیار اتنا نہ رہا جتنی کہ ہم توقع رکھتے ہیں تو خطرہ ہے کہ پھر یہ باتیں عام شروع ہو جائیں گی اور اگر خدانخواستہ یہ شروع ہو گیا تو پھر نظام جماعت کی حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔تو دعا میں پھر اس کو بھی داخل کر لیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اخلاص کے معیار کو بھی بلند رکھے ہمارے مالی نظام کو بھی مضبوطی عطا کرے۔استقامت بخشے۔ان کو طاقت بخشے۔ان کو محنت کی توفیق بخشے کہ وہ برابر بروقت ہر جماعت کو مالی قربانی کی یاددہانی کراتے رہیں اور ہمیں دیانت کا بلند معیار عطا فرمائے۔یہ تینوں چیزیں اتنے بلند معیار کی ہوں کہ خدا کے نزدیک ہمارا باغ رَبْوَةٍ پر قائم ہو جائے۔اس بلندی پر قائم ہو جائے جس پر قرآن کی نظر پیار سے پڑ رہی ہے۔جس پر قرآن کے خدا کی نظر پیار سے پڑ رہی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین